https://ataunnabi.blogspot.com/

رد مرزائیت میں صوفیہ کرام کا حصہ

(محمد صادق قصوری)

رد مرزائیت میں علماء اہلسنت کا حصہ

(مولانا محمد منشا تابش قصوری)

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد صادق قصوری

ردِ مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ

صوفیائے کرام نے ہر دور میں باطل قوتوں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف علم جہاد بلند رکھا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید، حضرت امام علی الحق سیالکوٹی اور مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی رحمۃ اللہ علیہم کی مثالیں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ انگریزی دور میں جب برصغیر میں دینی اقدار کو پامال کرنے کی سازشیں کی گئیں تو بھی صوفیائے کرام میدان عمل میں آئے اور سر پر کفن باندھ کر دین وملت کا تحفظ کیا۔ انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ صوفیاء ہی تھے جنہوں نے اس کے مکر وفریب کے جال کو تار تار کیا۔ ذیل میں مختصراً ان صوفیائے کرام کی کوششوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف جہاد کر کے اہم دینی فریضہ انجام دیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایں وقت زیر سقف نیلگوں ہیچ متنفس قدرت ندارد کہ لاف برابری با من زند من آشکاری گویم و ہرگز باک ندارم اے اہالیان اسلام، درمیان شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت ومفسریت برمی فرازند وطائفہ اند کہ از نازش ادب پا برزمین نگزارند وگروہے اند کہ دم بلند از خدا شناسی زنند وخود را چشتی وقادری ونقشبندی وسہروردی چہا چہاے گویند ایں جملہ طوائف را نزد من بیارید۔

یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔ میں اعلانیہ اور برملا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت ومفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خدا شناسی کا دم مارتے ہیں وہ چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں۔ ذرا ان سب کو میرے سامنے تو لاؤ۔

جب مرزا قادیانی کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوگئی اور ظاہر بین اور کم علم لوگ متاثر ہونے لگے تو علماء کی درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے حضرت قبلہ عالم گولڑوی علیہ الرحمۃ اس فتنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور 1317ھ مطابق 1899۔1900ء ماہ شعبان و رمضان المبارک میں اوراد واشغال روز مرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان "شمس الہدائیۃ فی اثبات حیات المسیح" تحریر فرمایا۔ جو رمضان شریف ہی میں زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوکر برصغیر کے علماء ومشائخ میں تقسیم ہوا اور ایک اور کاپی بذریعہ رجسٹری مرزا کو بھی قادیان بھیج دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجسدِ عنصری زمین پر نازل ہوکر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت فرمایا اور اس عقیدہ کو امت اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا۔ نیز ثابت کیا کہ ان کے مثیل کے دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ آغاز کتاب میں آپ نے مرزا کی "ایام الصلح" والی تعلّی (جس کا ذکر ہو چکا ہے) کے مقابلہ میں ان سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ کے معنی دریافت کئے تھے۔

کتاب کا منصۂ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی کے سوال پر علمائے اسلام بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ اس کتاب کی مقبولیت اور قدردانی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ملک کے طول وعرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارک باد کے خطوط آنے لگے۔ مشہور اہل حدیث مولانا عبدالجبار غزنوی کا خط قابل ذکر ہے۔ لفظ لفظ سے حضرت قبلہ عالم سے عقیدت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد حکیم نورالدین نے 20 فروری 1900ء کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بارہ سوالات بھیجے۔ حضرت نے ان کے جوابات ارسال کر دیئے اور حکیم نورالدین پر ایک سوال کیا۔ مگر وہ جواب نہ دے سکا۔ حضرت نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کرائی۔ حضرت کے جوابات نے ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری و تقریری خراج تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی طرف سے ''شمس الہدایت'' کے جواب پر مطالبہ زور پکڑ گیا تو مرزا نے جوش میں آ کر حضرت کو مناظرہ کی دعوت دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو، چنانچہ مرزا نے 22 جولائی 1900ء کو بذریعہ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی کی دعوت دے دی۔

گولڑہ شریف میں مرزا کی دعوت کا اشتہار 25 جولائی 1900ء کو موصول ہوا۔ حضرت نے اگلے ہی روز اس دعوت کا جواب پانچ ہزار کاپیوں کی صورت میں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور مرزا کو بھی بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ارسال کیا۔ حضرت نے بمقام لاہور 25 اگست 1900ء تاریخ مقرر کر دی۔ ملک کے تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلہ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کئے اور تقریری مقابلے کا مطالبہ بھی کیا۔ تا کہ فیصلہ واضح طور پر ہو سکے لیکن قادیانی نہ مانے۔

جوں جوں مقابلے کا دن نزدیک آ رہا تھا، ملک کے اطراف و اکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے تھے۔ تمام فرقوں کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ 24 اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور آتے ہوئے راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے دی۔ جب آپ لاہور تشریف لائے تو لاکھوں مسلمان دیدہ و دل فراش راہ کئے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار پایا۔ 25 اگست کو پولیس نے حفظ امن کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مرزا کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت کو جب معلوم ہوا کہ مرزا نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ قادیان جانے کے لئے تیار ہونے لگے مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے رک گئے۔

مرزا نے یہ کہا کہ ''میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں ہوں، کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں'' جب قادیان کا وفد یہ پیغام لے کر لاہور پہنچا تو قادیانی جماعت میں شدید انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اسی وقت توبہ کر لی اور بعض لوگ مایوس ہو کر خانہ نشیں ہو گئے۔ جب مرزا کی آمد سے قطعی مایوسی ہو گئی تو 27 اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ممتاز علماء نے ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین حضرات میں حضرت محمد علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، پروفیسر اورینٹل کالج، مولانا ثناء اللہ امرتسری، اور مولانا عبدالجبار غزنوی قابل ذکر ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت قبلہ عالم 24 اگست تا 29 اگست لاہور میں قیام فرما کر واپس گولڑہ شریف چلے گئے تو 30 یا 31 اگست کو مرزا نے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کروایا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے ہیں۔ اور الثایہ مشہور کروا دیا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے۔ اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری جان کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے تو میں میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام نے چونکہ شاہی مسجد والے واقعے ہی سے مرزا کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ للہذا حضرت صاحب نے مرزا کے اس اشتہار کا نوٹس نہ لیا۔ مورخہ 15 دسمبر 1900ء کو مرزا نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا تھا کہ ''آج میرے دل میں ایک تجویز خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ'' آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں، یہ جواب دیتا ہوں کہ۔۔ میں اسی جگہ بجائے خود سورۂ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر 1900ء کی پندرہ تاریخ سے 70 دن تک چھپ کر تیار ہو جانی چاہئیں۔ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ ساتھ ہی مرزا نے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام رکھا کہ اگر حضرت صاحب کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جائے تو انعام ان کا حق ہوگا۔ حضرت کی ذات گرامی پر اس نئے چیلنج کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔

مرزا نے 15 دسمبر 1900ء کے ستر دن بعد ''اعجاز المسیح'' کے نام سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر شائع کی۔ اس تفسیر نے مرزا کے تمام دعوؤں پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پر تھی۔ اس تفسیر سے مرزا کی مراد نہ بر آئی اور مسلمانوں نے شدید مطالبہ کیا کہ مرزا حیلوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت کی کتاب ''شمس الھدایت'' کا جواب دیں۔ چنانچہ مجبور ہو کر مرزا نے مولوی محمد احسن امروہی سے ''شمس بازغہ'' لکھوائی۔

اس کی اشاعت کے بعد حضرت نے ''اعجاز المسیح'' اور ''شمس بازغہ'' کے جواب میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''سیف چشتیائی'' تصنیف فرمائی جو 1902ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس میں حضرت نے مرزا کی تفسیر پر تقریباً ایک سو اعتراضات فرمائے۔ ''سیف چشتیائی'' کی اشاعت کے موقعہ پر حضرت نے ایک بیان جاری فرمایا جسے یہاں تبرک کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے تمام معرکہ کا پس منظر سامنے آ جاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قابل توجہ اہل اسلام:

اس ہیچمدان، خوشہ چین علمائے کرام کو مطابق قول السلامہ فی الوحدہ گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف و تالیف کا شوق نہیں۔ کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری یا بغرض حصول دولت کئے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کے ابنائے زمان ان کمالات کو پسند کرتے ہیں۔ جو منجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے۔ اس طرز قدیم سے جس پر زمانہ سلف کے بزرگان دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس ہیچمداں کو قدرے موانست ہے۔ نفرت رکھتے ہیں

باوجود ان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ ''شمس الہدایت'' لکھا گیا تھا جس سے مراد نہ تو طلب شہرت اور نہ حصول دولت تھی۔ بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاء کلمہ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں باز پرس سے بچ جاؤں تو عند اللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کی طرف سے بجائے کسی جواب کے مباحثہ کے لئے اشتہار شائع ہونے شروع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لئے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں اس طرح سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی درخواست کی گئی اور یہ خادم الفقراء معہ علمائے کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک محمڈن ہال انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا قادیانی ٹھہرا رہا مگر مرزائے قادیانی، قادیان سے باہر نہ نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تشہیر کر دیا تھا۔ اس لئے اب اس تشریح کی ضرورت نہیں۔

بہت دیر بعد ''شمس الہدایت'' کے جواب میں مرزا قادیانی اور امروہوی مرید نے ''شمس بازغہ'' لکھی اور مرزا نے ''تفسیر فاتحہ'' چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم فرسائی کروں۔ گو بہت انکار کیا گیا اور کہا گیا کہ

آں کس کہ ز قرآں و خبر زو نہ رہی
آں است جوابش کہ جوابش نہ دہی

لیکن پھر بھی سوال پیش آیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے کیا غرض ہے۔ عوام مسلمانان ہندو پنجاب کے فائدے کے لئے ہی سہی لہٰذا یہ چند اوراق لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغرض طبع کر دیئے کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں چھپوا کر میرے پاس لائیں تا کہ یہ علمائے کرام اور معززین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام میں بدستور سابق مفت تقسیم کی جائے۔ کیونکہ مجھے اس کی اشاعت سے مقصود نفع اہل اسلام ہے نہ کہ تجارت۔

وما علینا الا البلاغ۔

محب الفقراء
مہر علی شاہ عفی عنہ

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ردمرزائیت میں عظیم الشان کردار ادا کیا۔ جب مرزا قادیانی نے اپنے بال و پر نکالے تو حضرت نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرمایا۔

1: سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا، اس کا علم لدنی ہوتا ہے وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلاواسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

2: ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم بحکم رب العالمین مخلوق کے روبرو دعوائے نبوت کر دیتا ہے اور بتدریج آہستہ آہستہ اس کو درجہ نبوت نہیں ملتا۔ وہ نبی ہوتا ہے، وہ پیدائش سے نبی ہوتا ہے۔ جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعاوی کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث، مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

3: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی ہوئے، تمام کے نام مفرد تھے۔ کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا۔

4: سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا ہے، اور جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

5: مرزائی جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں، وہ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں۔ (بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور۔ اپریل، مئی 1961ء صفحہ 33)

اس کے بعد حضرت نے مرزائی فتنہ کی سرکوبی کے لئے ملک گیر دورے کئے اور مرزا قادیانی کی عیاریوں کو بے نقاب کیا۔ آپ کے دو خلفاء حضرت مولانا غلام احمد اخگر امرتسری، مدیر ''الفقیہ'' امرتسر اور سید محبوب احمد شاہ المعروف خیر شاہ امرتسری نے بارہا قادیان میں جا کر مرزائی عقائد کی تردید فرمائی۔ مرزا کو یا ان کے کسی حواری کو ان حضرات کے مدمقابل آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اگست 1900ء میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب مرزا نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت مناظرہ دی تھی تو حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ بھی حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ مرزا کے فرار کے بعد بادشاہی مسجد لاہور میں حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس میں بھی حضرت امیر ملت نے ایک ایمان افروز اور باطل سوز تقریر فرمائی تھی۔ اسی طرح جب مرزا کے خلیفہ اول حکیم نورالدین نے نارووال ضلع سیالکوٹ میں اپنا تبلیغی کیمپ لگایا اور سادہ لوح لوگ اس کے دام فریب میں پھنسنے لگے تو حضرت امیر ملت اس وقت صاحب فراش تھے۔ چارپائی سے اٹھا نہیں جاتا تھا لیکن آپ نے حکم دیا کہ میری چارپائی اٹھا کر ہی نارووال لے چلو کہ اس فتنہ کی سرکوبی میں اپنا فرض ادا کرسکوں۔ چنانچہ متواتر چار جمعے آپ کی چارپائی نارووال اٹھا کر لے جاتے رہے اور آپ خطبہ جمعہ میں مرزائی عقائد کا تار و پود بکھیرتے رہے۔ ناچار حکیم نورالدین کو راستہ ناپنا پڑا۔

27 اکتوبر 1904ء کو مرزا بذات خود اپنے حواریوں کے انبوہ کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں اپنے مذہب کی تشہیر و اشاعت کے لئے وارد ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزائیوں کا خوب شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ مرزائی تھا، لہٰذا مرزا کو اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی کی غالب امید تھی۔ حضرت امیر ملت نے سیالکوٹ میں تشریف لا کر تین ہفتے قیام فرمایا اور رد مرزائیت پر روزانہ شہر کے مختلف حصوں میں اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں مجالس وعظ میں خطاب فرمایا۔ مرزا نے مقابلہ کی ٹھانی مگر ہمت نہ ہوسکی۔ مرزا کے ان کرتوتوں کو دیکھ کر بہت سے لوگ حضرت کے دست حق پر بیعت ہو کر تائب ہو گئے اور مرزا کو اپنا بوریا بستر لپیٹ کر راہ فرار اختیار کرنا پڑا۔

6 مئی 1908ء کو مرزا اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے لاہور میں خواجہ کمال الدین کے مکان پر مقیم ہوا تو ساتھ ہی اپنا دام تزویر بھی پھیلانے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے لاہور شہر کے مختلف گوشوں میں تبلیغی کام شروع کردیا تو اہالیان لاہور نے حضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر مرزائیت کے سد باب کی درخواست کی۔ حضرت لاہور تشریف لائے اور موچی دروازہ کے باہر مرزا کی قیام گاہ کے سامنے کئی روز تک مجالس وعظ و تقریر منعقد کر کے معتقدات مرزائیت کی تردید فرماتے رہے اور مرزا کو مقابلے میں آکر اپنی صداقت کا ثبوت بیان کرنے کی دعوت دی اور پانچ ہزار روپے انعام کا اعلان بھی فرمایا۔ لیکن مرزا کو مقابلہ میں آنے کی سکت نہ تھی، لہٰذا نہ آسکا۔

کسی نے مرزا کے گوش گزار یہ بات کی کہ پیر جماعت علی شاہ لاہور میں اس مقصد کے لئے آئے ہیں کہ مرزا بھاگ جائے۔ مرزا نے کہا! میں یہ وہ شخص نہیں جو بھاگ جاؤں گا بلکہ اگر وہ بارہ برس بھی رہے تو قدم نہ ہلے گا۔ یہ خبر کسی نے حضرت امیر ملت کو پہنچا دی تو آپ نے فرمایا اگر وہ بارہ برس ٹھہر سکتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے تو ہم چوبیس برس کا ڈیرہ جمائیں گے۔ مگر مرزا کا تو خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔

جب مرزا اپنے بہانگ دہل دعوؤں اور بے شمار لاف زنیوں کے باوجود میدان میں نہ آیا تو پھر 22 مئی 1908ء کو ہندوستان کے عظیم مسلمان فرمانروا حضرت ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ کی بنا کردہ شاہی مسجد میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا۔ اس جلسہ میں برصغیر کے نامور علماء بھی موجود تھے۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر اپنی فوقیت جتاتا ہے۔ لیکن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں۔ وہ تو اعلان کرنے پر بھی مقابلے کے لئے نہ آیا، لہٰذا آپ سب دیکھ لیں گے کہ وہ جلد ہی ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے جائے گا۔ پھر 25، 26 مئی 1908ء کی درمیانی شب کو بوقت دس بجے رات دورانِ وعظ اسی مسجد میں آپ نے فرمایا کہ

"ہم نے مرزا کا بہت انتظار کیا ہے لیکن وہ سامنے نہیں آیا۔ پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے میں نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہے اور میں صدق دل سے اس سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزا 26 مئی کی صبح کو دس بج کر دس منٹ پر راہی ملک عدم ہوا۔ مرزا کی موت بہت بری ہوئی۔ چھ گھنٹے پہلے زبان بند ہو گئی مرض ہیضہ تھا، مگر ڈاکٹر نے ایسی دوا دے دی کہ نجاست کا رخ جو نیچے کی طرف تھا اوپر کو ہو گیا۔ جس وقت مرزا کی لاش کو نہایت بے کسی کی حالت میں قادیان کی طرف لے گئے تو اہل اسلام نے نہایت تذلیل و تحقیر کی۔

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، شمس العارفین سراج السالکین حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی قدس سرہ کے پوتے اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مدظلہ کے والد گرامی تھے۔ آپ بیک وقت شیخ طریقت، عالم دین، مصنف اور سیاسی لیڈر تھے۔ آپ نے تحریک خلافت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ ردمرزائیت میں آپ نے شاندار خدمات سرانجام دیں۔ ایک معرکۃ الآرا کتاب "معیار المسیح" مطبوعہ 1329ھ کے نام سے بھی لکھی جو اپنی مثال آپ ہے۔

پیر محمد شاہ ساھنپالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1337ھ):

پیر محمد شاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت نوشہ گنج قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ردمرزائیت میں کافی کام کیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ایک مرتبہ عیدالفطر کے دن نماز عید کے بعد مشہور مرزائی مبلغ مولوی احمد بخش مولوی فاضل ساکن رنمل ضلع گجرات سے حلقہ دربار حضرت نوشہ گنج میں برگد کے درخت کے نیچے مناظرہ ہوا۔ بہت سے مواضعات مثلاً ساہن پال شریف، رنمل، کوٹ سکے شاہ، سارنگ، اگرویہ اور بھاگٹ کے لوگ اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے موجود تھے۔آپ نے مرزائی مبلغ کو بالکل لاجواب کردیا اور وہ راہ فرار اختیار کر گیا۔(نقل از کتاب فیض محمد شاہی خطی از مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی ساہنپالوی مملوکہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ)

خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ:

مشہور صوفی، بے مثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف، سنیوں کے مناظر بے بدل، خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں۔آپ کی کتاب ''تقدیس الوکیل'' رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ آپ نے فتنہ مرزائیت کی تردید میں بھی عربی زبان میں ایک مایہ ناز کتاب لکھی تھی۔جس کا جواب مرزائی حلقے آج تک نہیں دے سکے۔

پیر ظہور شاہ سجادہ نشین جلالپور جٹاں رحمۃ اللہ علیہ:

پیر ظہور شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے سجادہ نشین تھے۔آپ شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مصنف بھی تھے۔فتنہ مرزائیت کی تردید میں آپ نے ایک کتاب ''قہر یزدانی برسر دجال قادیانی''، لکھی تھی۔

مولانا خواجہ محمد ابراھیم مجددی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ موضع سیتھل ضلع گجرات کے رہنے والے تھے اور خواجہ غلام نبی للّٰہ شریف ضلع جہلم سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔آپ نے قادیانیت کے رد میں ایک کتاب ''ردمرزا قادیانی''، لکھی تھی مگر افسوس کہ وہ زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہوکر منصۂ شہود پر جلوہ افروز نہ ہوسکی۔

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں وہ دوسرے صوفیہ کے لئے روشن مثال ہیں۔1953ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے علمائے اہل سنت کے شانہ بشانہ بلکہ بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ملک گیر دورے فرما کر قادیانی مسئلہ کی اہمیت کو واضح کیا۔1974ء کی تحریک میں پیرانہ سالی کے باوجود جگہ جگہ دورے کئے۔مسلمانوں کو قادیانیوں سے سماجی بائیکاٹ کرنے کی تلقین کی اور حکومت سے پرزور مطالبے کیے کہ مرزائیوں کو جلد از جلد اقلیت قرار دیا جائے۔یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جلسہ عام میں آپ نے جوشاندار تقریر کی۔وہ آپ کی ایمانی قوت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ کی شاہکار ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد منشا تابش قصوری

ردِ مرزائیت میں علمائے اہلسنت کا حصہ

علماء و مشائخ کا مقدس گروہ نہایت نامساعد اور حوصلہ شکن مراحل میں بھی ہمیشہ پرچم اسلام بلند کرنے میں کوشاں رہا ہے۔ یہ علماء و مشائخ ہی کا نورانی گروہ تھا جنہوں نے دین اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا قلع قمع کیا۔ گاندھی کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بنایا۔ شدھی کی تحریک کو موت کے گھاٹ اتارا۔ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جہاد کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نظریہ پاکستان کے لئے پیش پیش رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تحریک ختم نبوت کے لئے متاع زیست کو وقف کر دیا۔

اور حقیقتاً اسلام میں یہی وہ مرکزی مسئلہ ہے جس کے گرد جملہ مسائل (دینی و دنیوی) طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالستار خاں نیازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ آپ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت و نزاکت پر نہایت مؤثر انداز میں اظہار خیال فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"ہر محب اسلام کا فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو تمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے۔ اگر ہم ناموس ختم نبوت کو محفوظ رکھنے کے ذریعے اپنی بقا کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، قرآن، شریعت کسی اصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن خدانخواستہ مستشرقین یا منافقین اس تعریف کو ہماری لوح قلب سے ذرا بھی اوجھل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں (کہ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا، اس کی غیر مشروط اتباع کا نام ہے) تو پھر نہ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارا ایمان برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے، نہ محبت اہل بیت ہماری نجات کے لئے کافی ہو سکتی ہے، نہ ہی قرآن کے اوراق میں ہمارے لئے ہدایت باقی رہ جاتی ہے اور نہ ہی اولیاء کرام اور مشائخ عظام کی نسبتیں جاری رہ جاتی ہیں، نہ ہی علماء کرام کی تدریس و وعظ میں اثر باقی رہ جاتا ہے۔

نہیں نہیں صرف یہی نہیں خاکم بدہن امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ملل میں تقسیم ہو جاتی ہے، ملتیں حکومتوں میں بٹ جاتی ہیں اور حکومتیں گروہوں کی سازشوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ فقط اتنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی نہیں، خاندان ملت سے خارج ہو جاتے ہیں خود خاندان کے اندر صلہ رحمی، قطع رحمی سے مبدل ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اگر خاتم النبیین ﷺ ایک نہیں تو پھر شریعت ایک نہیں۔ جب شریعت ایک نہیں تو حرام وحلال کی تمیز نہیں اور جب حرام وحلال میں تمیز نہیں تو باپ، بیٹے، ماں، بہن، خاوند، بیوی غرض دنیا کے سب رشتے اپنی تقدیس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ختم نبوت کا انکار آسمان پر فرشتوں کا انکار ہے، زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے۔ سیاست میں مسلمانوں کے غلبے اور جداگانہ وجود کا انکار ہے۔ غرض ختم نبوت کے انکار سے مسلمان کے مسلمان ہونے کا انکار ہے۔ یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہو جاتی ہے، قلم ٹوٹ جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے۔"

مرزا قادیانی نے اس مسئلہ کے تار و پود بکھیرنے کی مکروہ سازش کی تو علماء اہلسنت نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا تعاقب کیا۔ ہر چند فتنہ مرزائیت کے استیصال کے لئے علماء اہلسنت و جماعت کی خدمات جلیلہ کا احاطہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے تاہم اپنی بساط کے مطابق اکابر اہلسنت و جماعت نے ردمرزائیت میں جو کردار ادا کیا، اس کی ہلکی سی تصویر پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قادیانیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی طرح ڈالتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت اور ردمرزائیت کے موضوع پر کئی بلند پایہ کتب تصنیف فرمائیں۔ یہاں صرف ان تصانیف کا تعارف پیش کیا جائے گا جو مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں اس کی تردید کے لئے زیور اشاعت سے طبع ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکی تھیں۔ مگر مرزا کو زندگی بھر جواب لکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

1: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوۃ:

اس بے نظیر کتاب میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے ثبوت میں ایک صد مرفوع احادیث پیش کی ہیں۔ باقی ادلہ ان کے علاوہ ہیں۔ پاک و ہند میں اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ پہلا ایڈیشن 1315ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت میں بریلی شریف سے شائع ہوا جبکہ اس کا آخری ایڈیشن مکتبہ نبویہ لاہور کو شائع کرنے کا شرف نصیب ہوا۔ تحریک کے رہنماؤں نے اس سے کافی استفادہ کیا۔

2: السوء العقاب علی المسیح الکذاب

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف اپنے نام سے موضوع کا اظہار کر رہی ہے۔ پہلی بار یہ مبارک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصنیف 1320ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت بریلی شریف سے شائع ہوئی اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اس کے آخری ایڈیشن کی اشاعت کا شرف بھی مکتبہ نبویہ کو حاصل ہوا۔ یہ مبارک کتاب پہلی کتاب ختم نبوت کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور قابل دید ہے۔

3: حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین:

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ فضل رسول بدایوانی رحمۃ اللہ علیہ (1289ھ مطابق 1872ء) کی تصنیف "المعتقد المستند" (1270ھ مطابق 1853ء) پر تعلیقات وحواشی کا اضافہ فرمایا اور اس کا نام "المعتمد المستند" (1320ھ مطابق 1902ء) رکھا۔ اس زمانے میں ان تعلیقات کا خلاصہ علماء حجاز کی خدمت میں تصدیقات کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ حرمین شریفین کے علماء وفضلا نے ان کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا۔

خود فاضل بریلوی نے ان تقاریظ و تصدیقات کو مرتب فرما کر "حسام الحرمین" نام رکھا۔ مفید اضافے کئے اور شائع کیا۔

4: خلاصہ فوائد فتاویٰ:

مذکورہ بالا تصنیف علماء حرمین شریفین کے فتاویٰ کا خلاصہ ہے جو 1324ھ میں مطبع اہل سنت بریلی سے شائع ہوا۔

5: قھر الدیان علی مرتد بقادیان:

خباثات قادیانی کا رد بلیغ 1323ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ تصنیف حنفیہ مطبع اہلسنت بریلی سے شائع ہوئی۔ پھر اسی نام سے اعلیٰ حضرت نے مرزا قادیانی کے مستقل رد کے لئے ماہوار رسالہ جاری فرمایا۔

6: المبین خاتم النبیین:

1325ھ کی تصنیف ہے۔ جس میں خاتم النبیین میں کلمۂ "لام" کی تحقیق درج ہے۔ مولانا محمد ظفر الدین بہاری کی تحریر کے مطابق اس کتاب نے 1327ھ تک اشاعت کا لباس نہ پہنا بلکہ مسودہ کی شکل میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے ذاتی کتب خانہ میں محفوظ تھی۔ الغرض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف تھا۔

مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب قادری:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا آئینہ تھے۔ مسئلہ ختم نبوت پر آپ کی نہایت عمدہ تصنیف "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" 1315ھ میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع ہوئی۔ پھر بریلی اور لاہور سے شائع ہوتی رہی۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری قریشی ہاشمی کی تبلیغ اسلام میں خدمات نا قابلِ فراموش ہیں۔ تذکرہ اکابر اہلسنت میں مولانا شرف قادری نے آپ کی تیرہ عدد تصانیف کے نام درج کئے ہیں۔ جن میں "فتح الرحمانی بہ دفع کید قادیانی" بھی ہے جو ردمرزائیت میں بڑی مدلل اور عمدہ تصنیف ہے۔ مرزا قادیانی نے جن اکابر علماء کو اپنے مقابل چیلنج دیا۔ ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری کا نام بھی ہے۔

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ:

ردمرزائیت میں پنجاب میں سب سے پہلے آپ نے ہی یہ فتویٰ جاری فرمایا کہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح حرام و ناجائز ہے۔

بعد میں علماء دین ومفتیان شرع متین نے اسی فتویٰ مبارکہ سے استفادہ کرتے ہوئے مرزائیوں سے مناکحت، تزویج کو ناجائز اور ان سے میل جول اور ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا۔ مرزا نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور حکیم نورالدین نے اس کی تائید کی تو آپ نے حکیم نورالدین کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ آپ کی موجودگی میں اسے کبھی بھیرہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

مجاھد اسلام مولانا فقیر محمد جھلمی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے 13 ذی الحجہ 1303ھ میں جہلم سے ایک ہفتہ وار پرچہ "سراج الاخبار" کے نام سے جاری کیا۔ اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں خاص طور پر فتنہ مرزائیت کی تردید میں بڑا کام کیا۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواری "سراج الاخبار" کے کارناموں سے تلملا اٹھے۔ چنانچہ انہوں نے ہر امکانی کوشش سے "سراج الاخبار" کو بند کرانے کے حربے استعمال کئے۔ آپ اور آپ کے رفیق کار حضرت مولانا محمد کرم دین صاحب دبیر پر مقدمات کا دور شروع ہوا۔ مگر یہ عالی قدر ہستیاں ان مصائب وآلام سے گھبرانے والی نہ تھیں۔ ابتلاء وآزمائش کی آندھیاں ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ کرسکیں۔ گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ چلا جو قادیانی اور اس کے حواریوں کی شکست پر منتج ہوا۔ مرزا قادیانی کی خوب گت بنی اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد اسلام مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا کرم دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو باعزت بری فرمایا۔ آپ نے بڑی اہم کتابیں یادگار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھوڑی ہیں۔جن میں ''حدائق حنفیہ'' کو خاص شہرت حاصل ہوئی۔

استاد العلماء مولانا حکیم محمد عالم صاحب آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا محمد عالم آسی حضرت مولانا مفتی غلام قادر بھیروی سے شرف تلمذ رکھتے تھے۔تبلیغ سنت اور رد مرزائیت میں آپ نے دو ضخیم جلدوں میں (1352ھ ربیع الاول بمطابق 1933ء جولائی) وہ عظیم الشان تاریخی تصنیف ''الکاویہ علی الغاویہ'' (چودھویں صدی کے مدعیان نبوت) عربی اور اردو علیحدہ علیحدہ شائع فرمائی۔یہ نادر روزگار کتاب ایک ہزار چھیاسٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔پہلی جلد 18×8/22 سائز کے چار سو صفحات پر مشتمل ہے دوسری جلد اسی سائز کے چھ سو پچاس صفحات کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔اس تصنیف میں یہ بڑی خوبی ہے کہ بڑی آزادی کے ساتھ مرزائی مذہب کا جتنا لٹریچر ہے (مع پوسٹر اشتہار وغیرہ) سب کا خلاصہ مع تنقیدات اہل اسلام درج کیا گیا ہے۔علمائے امت اور اہل قلم حضرات نے اسے کمال نظر تحسین سے دیکھا۔

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب میانی ضلع شاہ پور کی وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں، جس نے فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کرنے میں بے نظیر کارنامے انجام دیئے۔آپ کو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔کئی سال مدرسہ نعمانیہ لاہور کے اول مدرس رہے۔14،15 مئی 1908ء کو حکیم نور الدین بھیروی سے ابراہیم قادیانی کے مکان واقع کشمیری بازار میں حیات مسیح ابن مریم پر تاریخی مکالمہ ہوا۔حکیم نور الدین بھیروی خلیفہ اول مرزا قادیانی، آپ سے سخت مرعوب ہو گیا اور ایسی کوئی دلیل پیش نہ کر سکا۔جس پر اسے خود تسلی ہوتی، آخر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔یہ تاریخی مکالمہ الظفر الرحمانی میں آپ نے درج فرمایا۔

18،19 اکتوبر 1924ء کو حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب کا مولوی جلال الدین شمس قادیانی سے بمقام ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات تاریخی مناظرہ ہوا۔مسلمانوں کی طرف سے صدر جلسہ حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب گھوٹوی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔جب کہ قادیانیوں نے پہلے دن کرم داد صاحب اور دوسرے روز حاکم علی قادیانی کو صدر جلسہ بنایا۔

اس تاریخی مناظرہ کی کاروائی سننے کے لئے ہر مذہب و مسلک کے لوگ دور دور سے آئے۔مناظرہ دو روز تک جاری رہا، مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ نے تحریری و تقریری دلائل کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انبار لگا دیئے۔ آپ کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ مد مقابل مولوی شمس صاحب کی کوئی پیش نہ گئی اور گھبراہٹ کے عالم میں قادیانیوں نے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی بھی ناکام کوشش کی مگر حسن انتظام اور مفتی اسلام کے پر جوش خطاب سے ان کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے مفتی غلام مرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ کے باعث اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور باطل ناکام و نامراد ہوا۔ قادیانی مناظر بڑی ذلت کی شکست سے دوچار ہوئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد صاحب گھوٹوی صدر مناظرہ، مفتی غلام مرتضٰی کے جوابی دلائل سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پکار اٹھے۔

"میرا دل اس وقت یہ گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب کی تقریر مرزا صاحب خود سنتے تو مسلمان ہو جاتے، مگر ہدایت مقدر نہ تھی۔"

اس تاریخی مناظرہ کے اختتام پر حضرت مولانا مفتی غلام مرتضٰی صاحب نے مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی مرزا قادیانی کو لاہور میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ مگر وہ بھی اپنے باپ کی طرح نام نہاد دارالامان قادیان سے باہر نہ نکل سکا۔ قادیانیوں پر اس مناظر اسلام کے علم و فضل اور مناظرہ کی دھاک بیٹھ گئی۔

20 اکتوبر 1924ء کو حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب گھوٹوی کی فتح کی خوشخبری سنانے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ مناظرہ کی مفصل کاروائی اور فتح کی نوید سن کر حضرت قبلہ عالم پیر صاحب قدس سرہ نے حضرت مولانا مفتی غلام مرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مبارک باد کا مکتوب گرامی ارسال فرمایا جو من وعن یہاں درج کیا جاتا ہے۔

مخلص فی اللہ مفتی غلام مرتضٰی حفظکم اللہ تعالیٰ

بعد سلام و دعا کے الحمد للہ الی لمنہ کہ او سبحان و تعالیٰ نے آپ کو توفیق اظہار حق بوجہ اتم عنایت فرمائی۔ مخلصی مولوی غلام محمد صاحب سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔ بل کے بل نے سب بل مبطلین کے نکال دیئے۔ اللھم و فقنا لما تحب و ترضی و صل وسلم وبارك علی سیدنا محمد و آله وصحبه والحمد لك اولاً و آخر سب احباب سے مبارک بادی۔

العبد لملتجی والمشتکی الی الله المد عو بمهر مہر علی شاہ بقلم خود۔

اس مناظرہ کی مفصل کاروائی حضرت مولانا مفتی غلام مرتضٰی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "الظفر رحمانی" نامی کتاب میں جمع فرمائی۔ یہ کتاب 22×8/18 کے 222 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب قادری:

آپ علماء میں واحد ہستی تھے جن کو تحریک ختم نبوت 1953ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قائد تسلیم کیا۔ آپ نے اس تحریک میں پر جوش حصہ لیا اور تمام مسلمانوں کو دعوت عمل دی اور حکومت کے سامنے مذہبی مطالبات پیش کیے۔ آپ نے بحیثیت صدر مجلس عمل ان مطالبات کے لئے بڑی جدوجہد کی۔ سید مظفر علی شمسی بیان کرتے ہیں کہ:

''میں اس وقت مجلس عمل کا سیکرٹری تھا۔ ہر جلسہ میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا موقع ملا۔ میں ان سے بہت متاثر تھا۔ انہیں ہر سٹیج پر باعمل پایا۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا، جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات پیش کئے، انہی کا حصہ تھا۔ ہر ملاقات کے بعد خواجہ صاحب اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز ادا کرتے، ان کی شخصیت اور علم و فضل کا اقرار کرتے۔ مولانا ہر ملاقات میں ان سے ایک ہی خواہش کا اظہار کرتے کہ شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے مطالبات تسلیم کر لیں۔ اس سلسلہ میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا اور ختم نبوت کے سلسلے میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا۔ میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشین عالم کس طرح اس مسئلہ کے لئے بے قرار ہے۔ میں نے اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لئے رو رو کر دعائیں مانگتے دیکھا۔''

حکومت نے جب کوئی بات تسلیم نہ کی تو کراچی میں مجلس عمل نے ڈائریکٹ ایکشن کا اعلان کیا، جس کا ایک طریق یہ تھا کہ کارکن کتبے ہاتھ میں لئے گورنروں اور وزیر اعظم پاکستان کے بنگلوں پر خاموش احتجاج کریں۔ حکومت نے اسی رات حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقاء کو گرفتار کر لیا اور کراچی سنٹرل جیل میں بھیج دیا۔ اس گرفتاری کے بعد پورے ملک میں تحریک نے زور پکڑا۔ پنجاب سے روح فرسا خبریں پہنچنا شروع ہوئیں۔ آپ کو اچانک ایک دن اطلاع ملی کہ حضرت مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان کو مارشل لاء حکومت نے پھانسی کی سزا سنا دی ہے۔ مولانا اپنے اکلوتے فرزند کے متعلق یہ المناک خبر سن کر سجدے میں گر گئے۔ اور عرض کیا، الٰہی میرے بچے کی قربانی کو منظور فرما۔ ڈیڑھ ماہ تک کراچی میں قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار رہنے کے بعد سکھر سنٹرل جیل میں نظر بند کر دیئے گئے۔ سخت گرمیوں کے دن تھے۔ آٹھ مربع فٹ کوٹھڑی میں علامہ ابوالحسنات، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور سید مظفر علی صاحب شمسی بند تھے۔ حیدر آباد جیل میں بھی قید رہے۔ چھ ماہ سی کلاس میں گزارنے کے بعد اے کلاس ملی۔ بعد ازاں لاہور منتقل کر دیئے گئے جہاں تحقیقاتی عدالت میں پیش ہوئے۔ جناب مظفر علی صاحب شمسی بیان کرتے ہیں کہ

''جس ہمت اور اولوالعزمی سے علامہ ابوالحسنات نے قید میں دن گزارے، اس کی مثال ملنا بہت مشکل ہے۔ ناز و نعم میں پلا ہوا انسان، لاکھوں انسانوں کے دلوں کا بادشاہ، علم و عمل کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہنشاہ، مگر محبت رسول نے امتحان چاہا تو بے دریغ قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گیا، اور اس شان سے قید کاٹی کہ مثال بن گیا۔ کیا مجال جو کسی سے شکایت کی یا کسی سے شکوہ کیا ہو یا اپنے مشن سے دستبرداری کا ارادہ کیا ہو۔ جیل میں آپ کا بہترین شغل قرآن کریم کی تفسیر لکھنا تھی۔ کئی برس قید کاٹے اور بہت شدت کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جن کے باعث آپ کی زندگی پر بڑا برا اثر پڑا۔''

رد مرزائیت کے سلسلے میں آپ نے رسائل و جرائد اور اخبار و اشتہارات کے ذریعہ بھی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ قادیانیت کے رد میں ذیل کی دو کتابیں، آپ کی مستقل یادگار ہیں۔

1، مرزائیت پر تبصرہ۔ 2، قادیانی مذہب کا فوٹو۔

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تھا۔ چنانچہ اس تحریک میں آپ نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں علامہ ابوالحسنات قادری کے ساتھ نظر بند رہے۔ قید و بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ ان کی مدبرانہ فراست نے پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ:

رد مرزائیت میں آپ کی معرکہ آراء تصنیف ''مقیاس النبوت'' شامل ہے۔ تین ضخیم حصوں میں بڑے سائز کی تقریباً ڈیڑھ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ پہلی جلد مقیاس النبوۃ فی حقیقت من عادالی غیر الابوۃ 424 صفحات پر مشتمل دوسری جلد مقیاس النبوۃ فی ثبوت انقطاع النبوۃ 280 صفحات پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد مقیاس النبوۃ فی رد مدار النبوۃ 753 صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت مولانا مفتی مسعود علی صاحب قادری فرماتے ہیں کہ

''اس موضوع پر اتنی مفصل کتاب میری نظر سے نہیں گزری، پوری کتاب کی کتابت و طباعت معقول ہے۔ میرے خیال میں جس کسی کے پاس یہ کتاب ہو، اسے قادیانیت کے خلاف کوئی دوسری کتاب خریدنے کی زحمت گوارا نہ کرنا پڑے گی۔ مولانا مرحوم نے اہل سنت کی طرف سے عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے تحریک ختم نبوت کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا ہے، جب 1953ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو آپ کراچی میں تھے۔ 13 فروری کو تحریک شروع ہوئی۔ 24، 25 فروری کو گرفتاریوں کا آغاز ہوا۔ چنانچہ آپ پولیٹیکل ورکرز کنونشن کے دورہ سے لاہور واپس آئے اور 27 فروری کو جامع مسجد داتا گنج بخش میں جمعہ کے بعد جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے کہ اطلاع ملی،

"تحریک کے تمام رہنما گرفتار کر لئے گئے ہیں۔"

رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ پرامن تحریک تشدد کی راہ اختیار کرلے گی۔ چنانچہ آپ نے 13 مارچ 1953ء کو مسجد وزیر خاں میں تحریک کے مرکزی نظام کا دفتر قائم کیا اور حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مدظلہ کے تعاون سے چار ہزار کا پیاں تحریک کے اغراض ومقاصد کی شہر اور مضافات میں تقسیم کیں۔

ان دنوں روزانہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ مسجد وزیر خاں کے جلسہ سے زیادہ تر آپ ہی خطاب کرتے تھے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس شاہ پولیس فورس کے ساتھ آپ کو گرفتار کرنے آ رہا تھا کہ کسی نوجوان نے چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا۔

مارشل لاء لگا دیا گیا اور اس میں سب سے زیادہ ہاتھ اس وقت کے وزیر داخلہ سکندر مرزا کا تھا۔ 9 مارچ کو صوبائی اسمبلی کا اجلاس شروع ہو رہا تھا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ مسجد وزیر خاں سے اسمبلی پہنچنا مشکل تھا کیونکہ جگہ جگہ پولیس اور ملٹری کا پہرہ تھا۔ آپ قصور ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہیں سے کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی اور آپ 16 مارچ کی صبح نماز فجر کے وقت گرفتار کر لئے گئے۔

گرفتاری کے بعد مولانا عبدالستار خان نیازی کو شاہی قلعہ لاہور میں منتقل کر دیا گیا، جہاں پولیس نے 23 مارچ سے 19 اپریل تک ایک لمحہ بھی سونے نہ دیا۔ 16 اپریل سے آپ کو پتہ چلا کہ آپ کے خلاف ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فردوس شاہ کے قتل اور بغاوت کا مقدمہ بنا دیا گیا ہے۔ 27، 28 اپریل کو ملٹری عدالت نے مقدمہ کی سماعت کی 7 مئی کو فیصلہ سنا دیا گیا اور آپ کو بغاوت کے الزام میں سزائے موت کا حکم ہوا۔ جب عدالت کے ایک رکن نے پوچھا کہ آپ کو موت کا کوئی خوف نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی ہزاروں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ اسی شام آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں منتقل کر دیا گیا۔ آپ 7 دن اور 8 راتیں اس کوٹھڑی میں رہے۔

خود فرماتے ہیں کہ 14 مئی کو عصر کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اطلاع ملی "سزائے موت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

14 سال قید میں بدل دی گئی ہے۔ 10 مئی کو صبح آپ پھر جیل منتقل کر دیئے گئے، جہاں مولانا خلیل احمد قادری، مولانا نصر اللہ خاں عزیز، سید نقی علی اکٹھے ہو گئے تھے۔ پھر آپ کو راولپنڈی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ چودہ سال کی سزا بعد میں جسٹس شریف نے تین سال میں بدل دی۔ پھر آپ 2 سال بعد 29 اپریل 1955ء کو ضمانت پر رہا کر دیئے گئے۔

8 جولائی 1955ء کو رہائی سے صرف دو ماہ بعد شیرانوالہ گیٹ کی مسجد میں مسئلہ ختم نبوت پر تقریر کی، جس پر سکندر مرزا (وزیر داخلہ) نے بنگال ریگولیشن کے تحت گرفتار کر لیا اور ساہیوال جیل میں بھیج دیئے گئے۔ 26 جولائی کو جسٹس کیانی کے حکم سے رہائی ملی۔ 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت سے لے کر 1974ء کی تحریک تک آپ نے اپنے نصب العین کی خاطر بے پناہ قربانیاں دیں اور آخر اپنی زندگی میں 7 ستمبر کا دن بھی دیکھ لیا۔ 1974ء کی تحریک میں بھی آپ نے دن رات کام کیا۔

حضرت مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ذات والا برکات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تحریک ختم نبوت 1974ء میں کراچی سے پشاور تک لاہور سے کوئٹہ تک جگہ جگہ دورے کئے۔ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے دن رات آپ نے ایک کر رکھا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کیا۔ آپ نے ردمرزائیت میں قلمی جہاد بھی فرمایا، خصوصاً ردمرزائیت میں ہفت روزہ ''رضوان'' لاہور کا ختم نبوت نمبر تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ 1953ء میں تحریک میں حصہ لینے پر آپ تین ماہ شاہی قلعے میں بھی محبوس رہے۔

ابو النصر منظور احمد صاحب ہاشمی

آپ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے بانی ومہتمم ہیں۔ تردید قادیانیت میں آپ نے مثالی کارنامے انجام دیئے۔ 1953ء کی تحریک میں ساہیوال (منٹگمری) میں مجلس عمل کے صدر تھے اور تحریک کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے۔ ساڑھے سات ماہ تک ساہیوال جیل میں قید بامشقت کی سزا ہوئی۔

1974ء کی تحریک کے دوران ساہیوال میں بھی آپ نے بڑا مجاہدانہ کارنامہ سرانجام دیا۔ سوشل بائیکاٹ کے جواز پر آپ نے سب سے پہلے رسالہ تصنیف فرمایا اور تحریک کے دوران پینتالیس ہزار کاپیاں چھپوا کر پورے ملک میں تقسیم کرائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari